(۹) تل ۔ ڈھائی روپے (پانچ درہم)

یہ ترمیمی لگان بندی پہلی سے دو طرح مختلف تھی، ایک یہ کہ نقد کے علاوہ جو اور گیہوں ایک ایک قفیز (ساڑھے تین سیر) جو پہلی لگان بندی میں عرب فوجوں کی خوراک کے لئے مقرر کی گئی تھی، ساقط کردی گئی اور اس نقصان کی تلافی کے لئے گیہوں اور جو پر لگان آٹھ آنے بڑھا کر دو اور ایک روپے کر دیا گیا، دوسرے یہ کہ پیداوار کی کچھ نئی صنفوں کا جو کسروی لگان میں داخل نہیں تھیں اضافہ کر دیا گیا۔ کسروی اور فاروقی جزیہ میں کافی مشابہت تھی۔ عمر فاروق نے اپنے جزیہ کے خدوخال بھی کسروی جزیہ سے اخذ کئے تھے۔ کسروی جزیہ کے چار گریڈ تھے۔ چھ روپے، چار روپے، تین روپے اور دو روپے سالانہ فی کس۔ اس کے مقابلہ میں فاروقی جزیہ کے تین گریڈ تھے اور زیادہ بھاری چوبیس روپے، بارہ روپے اور چھ روپے۔ کسروی جزیہ سے بڑی اور بڑے گھرانوں کے افراد، فوج، مذہبی اکابر اور حکومت کا دفتری عملہ مستثنیٰ تھا[۱]، بیس سال سے کم اور پچاس سال سے زیادہ عمر والے افراد بھی۔ فاروقی جزیہ سے عورتیں، بچے، کلیسا کے پادری اور راہب، دور از کار بوڑھے اور جسمانی طور پر معذور لوگ خارج تھے۔

جزیہ اور لگان کے علاوہ عمر فاروق نے عراق کے ذمیوں پر کئی مزید مالی مواخذات بھی عائد کئے۔ ان کی ایک مزید مالی ذمہ داری یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان یا مسلمان پارٹی یا فوج ان کے علاقوں سے گذرے تو تین دن تک اور بقول بعض ایک دن رات ان کی رہائش اور خورد و نوش اپنے خرچہ سے انتظام کریں۔ مالك بن أنس عن نافع عن أسلم مولى عمر أن عمر ضرب الجزية على أهل الذهب أربعة دنانير وعلى أهل الورق أربعين درهما مع ذلك أرزاق المسلمين وضيافتهم ثلاثة أيام[۲]۔ ذمیوں کی ایک دوسری ذمہ داری یہ تھی کہ اپنے اپنے

۱؎ طبری (لائڈن) ۱/ ۹۶۲-۹۶۳

۲؎ ابن سلام ص ۳۹

علاقوں کے راستوں اور پلوں کی نگرانی کریں اور اپنے خرچہ سے ان کی مرمت کرائیں۔ اگر مسلمان افواج کی نقل وحرکت سے اُن کے کھیتوں یا باغوں کو نقصان پہنچتا یا مسلمان مجاہد ان کے باغوں سے پھل توڑ لیتے تو اس نقصان کی تلافی جزیہ یا لگان میں تخفیف کر کے نہیں کی جاتی تھی۔ کان الفلاحون للطرق والجسور والأسواق والحرث والدلالة مع الجزاء، وكانت الدهاقين للجزية عن أيديهم والعمارة وعلى كل إرشاد وضيافة ابن السبيل من المهاجرين وكانت الضيافة لمن أفاء الله خاصة ميراثاً، وكان صلح عمر الذى صالح عليه أهل الذمة أنهم إن غشوا المسلمين لعدو هم برئت منهم الذمة وإن سبوا مسلما أن ينهكوا عقوبة وإن قاتلوا مسلما قتلوا وعلى عمر منعتهم وبرئ عمر إلى كل ذى عهد من معرّة الجيوش[1]۔

عراق، شام، جزیرہ اور فارس میں عمر فاروق نے جزیہ اور لگان زر وسیم اور سامان خورونوش تک محدود رکھا تھا، ۲۰ھ میں ان کے سالار اعلیٰ عمرو بن عاص نے مصر فتح کیا تو نقد اور جنس کے علاوہ عرب فوج کے لئے لباس بھی جزیہ میں داخل کر دیا۔ مصریوں پر مفروضہ جزیہ اور لگان کی تفصیل اخبار و آثار کے دو قدیم ترین ماخذوں سے پیش کی جاتی ہے: عمرو بن عاص نے فقراء کو چھوڑ کر ہر بالغ پر دو دینار (دس روپے) جزیہ لگایا اور ہر صاحب زمین پر دیناروں کے علاوہ تین اردب (چھ من آٹھ سیر کے قریب) گیہوں، دو قسط (ساڑھے تین سیر) روغن زیتون، دو قسط (ساڑھے تین سیر) شہد اور دو قسط (ساڑھے تین سیر) سرکہ مسلمان فوجوں کی خوراک کے لئے (ہر ماہ) واجب کر دیا۔ خورونوش کا سامان دار الرزق میں جمع ہو جاتا اور وہاں سے فوج میں تقسیم کر دیا جاتا۔ (مصر کی) ساری عرب فوج کا شمار کیا گیا اور مصریوں پر ہر فوجی کیلئے ایک اُونی گاؤن (جبہ)، ایک بُرنُس (لمبی نکیلی ٹوپی) یا عمامہ، شلوار اور ایک جوڑ چرمی موزہ

---

[1] طبری ۴/۲۰۴۳، بلاذری ص ۲۲۱، ابن عبد الحکم ص ۱۵۲، ابن سلام ص ۱۴۵ و ۱۵۱

خف) یا گاؤں کی بجائے اس کا ہم قیمت قبطی کپڑا لازم کر دیا گیا۔ عمرو بن عاص نے ان مواخذات پر مشتمل ایک تحریر لکھدی جس میں تصریح تھی کہ اگر مصریوں نے (بے کم وکاست) تحریر کی پابندی کی تو ان کی عورتوں بچوں کو نہ تو بیچا جائے گا، نہ اُن کو غلام بنایا جائے گا اور نہ ان کے روپیہ پیسہ اور دفینوں سے تعرض کیا جائے گا عمر فاروق کو اس قرارداد کی اطلاع دی گئی تو انھوں نے اس کی توثیق کردی۔ فوضع عمرو علی کل حالم دینارین إلا أن یکون فقیرا و ألزم کل ذی أرض مع الدینارین ثلاثۃ أرادب حنطۃ وقسطی زیت وقسطی خل وقسطی عسل رزقا للمسلمین تجمع فی دار الرزق وتقسم فیھم و أحصی المسلمون فألزم جمیع أھل مصر لکل رجل منھم جبۃ صوف وبرنسا أو عمامۃ وسراویل وخفین فی کل عام أو عدل الجبۃ الصوف ثوبا قبطیا وکتب علیھم بذلک کتابا وشرط لھم اذا وفوا بذلک أن لا تباع نساؤھم و أبناؤھم ولا تسبوا و أن تقر اموالھم وکنوزھم فی ایدیھم فاجاز عمر ذلک[1]۔

(۲) اسلم مولی عمر کا بیان ہے کہ میں نے (عمر فاروق کے حکم سے) عرب چھاؤنیوں کے امیروں کو لکھا کہ جزیہ صرف بالغوں سے وصول کیا جائے۔ جزیہ کی شرح شام وعراق کے اُن ذمیوں پر جو چاندی میں (جزیہ) ادا کرنا چاہیں بیس روپے (چالیس درہم) ہے اور جو سونے میں ادا کرنا چاہیں چار دینار (بیس روپے) ہے، اس کے علاوہ اُن پر واجب ہے کہ مسلمان فوجوں کی خوراک کے لئے ہر ماہ فی کس ساڑھے بائیس سیر (دو مدی) گیہوں اور ساڑھے دس سیر (تین قسط) روغن زیتون دیا کریں، چربی اور شہد کی مقدار مجھے یاد نہیں رہی، نقد جزیے کے علاوہ مصریوں پر واجب ہے کہ وہ ہر سپاہی کے لئے ہر ماہ دو من سولہ سیر (ایک اردب) گیہوں ادا کریں، اس کے علاوہ ان پر لازم ہے کہ ایسا کپڑا اور لباس بھی دیں جیسا کہ خلیفۃ المسلمین صحابہ کے لئے تیار کراتے ہیں۔ جو

---

[1] بلاذری ص ۲۲۰

مسلمان ان کے دیہاتوں یا شہروں سے گذریں گے اُن کی تین دن تک ضیافت بھی اُن کو کرنی ہوگی۔ عن أسلم مولی عمر أنہ حدّث أن عمر کتب إلی أمراء الاجناد ألا یضربوا الجزیۃ إلا علی من جرت علیہ المواسی وجزیتہم أربعون درھما علی أھل الورق منھم واربعۃ دنانیر علی أھل الذھب وعلیھم أرزاق المسلمین من الحنطۃ والزیت مُدیان من حنطۃ وثلاثۃ أقساط من زیت فی کلّ شھر لکل إنسان کان من أھل الشام والجزیرۃ وودک وعسل لا أدری کم ھو ومن کان من أھل مصر فإردب کل شھر لکل إنسان لا أدری کم من الودک والعسل وعلیھم من البزّ والکسوۃ التی یکسوھا أمیر المؤمنین الناس ویضیفون من نزل بھم من أھل الإسلام ثلاث لیالی[1]......

---

[1] ابن عبد الحکم ص ۱۵۲

تفسیر مظہری اردو جلد ہشتم

پارہ اقترب للناس اور قد افلح المومنون

اس جلد میں سورۂ انبیاء، سورۂ حج، سورۂ مومنون اور سورۂ نور کے ۴ رکوع تک ترجمہ آگیا ہے۔ کتاب ندوۃ المصنفین کے معیار کے مطابق بڑی تقطیع ۲۲×۲۹/۸ سائز، کتابت وطباعت بہتر، کاغذ عمدہ دبیز۔

ہدیہ بلا جلد چودہ روپے مجلد سولہ روپے

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنفین اردو بازار، جامع مسجد دہلی ۶

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی استاد شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مولانا آزاد نے تذکرہ میں ایک جگہ لکھا ہے:

"نظام شمسی کی طرح نظام انسانی کے بھی مرکز و محور ہیں مگر تم کو ان کا حال نہیں معلوم۔ تم کو جب اجرام سماویہ کا مرکز معلوم کرنے میں جب ہزاروں برس لگ گئے تو نہیں معلوم عالم انسانیت کے نظام و مراکز کے کشف کے لئے کتنا زمانہ درکار ہوگا۔ تاہم یہ معلوم رہے کہ ہر عہد اور ہر دور میں خدا کے چند بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا وجود ستاروں کے مرکز شمسی کی طرح تمام انسانوں کا ... شمس کی طرح تمام انسانوں کا مرکز محبت اور کعبۂ انجذاب ہوتا ہے، اور جس طرح نظام شمسی کا ہر متحرک ستارہ صرف اسی لئے ہے کہ کعبۂ شمس کا طواف کرے اسی طرح انسانوں کے گروہ اور آبادیوں کے ہجوم بھی صرف اسی لئے ہوتے ہیں کہ اس مرکز انسانیت اور کعبۂ ہدایت کا طواف کریں۔"

خواجہ معین الدین چشتیؒ کا نام زبان پر آتے ہی ایک ایسے "مرکز انسانیت" کا تصور ذہن میں جگمگا اٹھتا ہے جس کی مجلس سے انسان دوستی اور دردمندئ خلق کے سوتے اُبلتے تھے اور سماج کے جس گوشہ میں بہ نکلتے تھے محبت و خلوص کی ایک نئی دنیا وجود میں